UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232676
UNIVERSAL
LIBRARY

من زار قبری وجبت له شفاعتی

شکر خدای عز وجل کہ طبع رسالہ درباب زیارت نبوی مشتمل بر تصحیح احادیث و ترجیح وجوب فقہی مسمی بہ

نقض القول المحکم فی الکلام المذموم

از تصانیف فاضل المعی و فطین لوذعی مولوی عبد الجبار الملکاپوری

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل علینا النبی المختار واخرجنا بہ عن شفا حفرۃ النار اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الاخیار اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر راجی رحمۃ ربہ الغفار محمد عبد الجبار بن امیر خان الملکا فوری عفا عنہ وتجاوز عن ذنبہ الباری کہ اس زمانے مین عقائد فاسدہ کا شیوع اسقدر ہوگیا کہ از ثری تا ثریا پہونچا اور بدعات ضالہ کا اسدرجہ ظہور ہوا کہ از فلک دنیا تا ارض قصوی پہونچا سے خود پرست ہوگیا ہی ایک عالم نفس کو اپنے جانتا ہی صنم ہر کس وناکس دعوی علم وفضل کا کرنے لگا فضل وکمال مثل علماء کے بکنے لگا مضمون انا خیر کا تمام اطراف مین دائر ہی اور کلمہ انا نحن کا تمام اکناف مین سائر ہی مقام حسرت وافسوس یہ ہی کہ جو لوگ اہل علم سے سمجھے جاتے ہین اور عوام اونکو فضلا سے شمار کرتے ہین وہی لوگ دین محمدی مین طرح طرح کے فساد برپا کرتے ہین اور عوام اونکو اپنا معتمد سمجھکے گمراہ ہوتے ہین ہر مہینے مین ایک مسئلہ جدید شہرت پذیر ہوتا ہی اور یوما فیوما ایک شگوفہ نیا پہولتا ہی افراط وتفریط کی گرم بازاری ہی بیچارے جاہلون کی سخت خواری ہی کوئی تقلید حضرات ائمہ علیہم التحیۃ والرحمۃ کو حرام کہتا ہی اور مقلدین کو کافرون سے گنتا ہی کوئی اوسکو فرض وواجب لکھتا ہی کوئی مجلس مولد نبوی کو بدعت سیئہ وخصلت ضالہ ٹھہراتا ہی کوئی اوسکو بدعت واجبہ بتاتا ہی کوئی مدعی اجتہاد تقریر لاطائل اوسکو یاد ہی حضرات ائمہ کی خدمت مین کلمات بے ادبانہ کہتا ہی گمراہ کنندہ خلق اللہ ہوتا ہی

آخرالامر بلاے ناگہانی سر پر آتی ہے کف افسوس ملتا ہے عزت جاتی ہے مگر معہذا تنبہ مفقود اور دعوے
انانیت موجود کوئی تراویح کہ سلف سے خلف تک تمام علما شرقاً و غرباً بیس رکعت پڑھتے آئے
آٹھ رکعت ادا کرتا ہے سنت خلفاے راشدین کو لغو و باطل سمجھتا ہے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم کی چھہ مثل پیدا کرتا ہے نص قرآنی و کلام ربانی سے منکر ہوتا ہے صورت اسلام مین دین
محمدی کی تخریب کا ارادہ کرتا ہے خود خراب ہوتا ہے عوام کو خراب کرتا ہے کسی کے نفس مین شیطان
لعین نے ایسا وسوسہ دلایا کہ وہ وجود شیطان کا اس عالم مین منکر ہوا نص قرانی مین رائے کو
دخل دینے لگا استغفر اللہ من ہذہ الخرافات و اعوذ بہ من تلک الھفوات بعض تواریخ مین مرقوم
ہے کہ ایک مرتبہ ایام حج مین ایک شخص مکہ معظمہ مین وارد ہوا اور اوس نے بیباک ہو کر زمزم مین جو حرم محترم مین ایک
کنواں معظم ہے پیشاب کر دیا تمام شہر مین اسکا شہرہ ہوا سب اہل مکہ جمع ہوئے اور اوس نابکار کو سزا دینے لگے ایک شخص نے
اوس نابکار سے استفسار کیا کہ اوس بیباک نے کیون پیشاب زمزم مین کیا اوس نے جواب دیا کہ مین اس شہر مین تازہ وارد ہوا کسی سے
مجھسے معرفت تہی اور نہ ملاقات منظور یہ ہوا کہ اگر زمزم مین پیشاب کرون تو تمام شہر مین
میرا شہرہ ہو جائے گا اور ہر کس و ناکس مجھسے واقف ہو جایگا اس وجہ سے مجھسے یہ حرکت سرزد
ہوئی اس زمانے مین یہ لوگ جو نئی نئی باتین نکالتے ہین مشابہت اوسی شخص کے رکھتے ہین
منظور نظر انکو یہ ہے کہ اگر دین مین ایسی بات نکالین گے کہ نہ کبھی سنی گئی ہو اور نہ کسی کتاب مین
ہو تو تمام ہند مین ہمارا شہرہ ہوگا اور ہر کس و ناکس ہمکو علامۂ زمان و فہامہ دوران اعتقاد
کریگا اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ حق جلشانہ حافظ اس دین محمدی کا ہے تم لوگون کی تخریب سے
کیا ہوتا ہے لازم ہے ان لوگون کو کہ ایسی حرکات سے باز آئین اور اپنے دین کو خراب اور خلق اللہ
کو گمراہ نہ کرین ورنہ بدلے عزت کے ذلت اوٹھائینگے دونون ہاتھہ ملینگے پچھتائینگے

شعر
ہمارا کام سمجھانا ہے یارو — پھر آگے چاہو تم مانو نہ مانو

طرفہ ترین ماجرا و واقعہ حیرت
افزا یہ ہے کہ اس سال مولوی محمد بشیر سہسوانی حرمین شریفین تشریف لیگئے اور مشاہد عظام
و مشاعر کرام سے شرف اندوز ہوئے جب حج سے فراغت کر کے عزیمت مراجعت وطن کی
کی زیارت قبر محترم سید الرسل شفیع الامم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارادہ نہ فرمایا خدا جانے کیا
خیال مین آیا حق تو یہ ہے کہ بڑی کم نصیبی ہے اوس شخص کی جو اسقدر مشقت سفر دور و دراز اوٹھا کے

مکہ معظمہ جاوے اور زیارت قبر نبوی سے مشرف نہووے کیسی قبر کہ محضر ملائکہ کرام ہی
اور مقبول ہر خاص وعام ہی کیسی قبر کہ مجمع انوار الٰہی ہی منبع فیض نامتناہی ہی کیسی قبر کہ
مدفن سید المخلوقات ہی محل نزول برکات ہی کیسی قبر کہ جو وہان جاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر سلام کرتا ہی خود آنحضرت بنفس نفیس جواب دیتے ہین اور متوجہ اوسکی استغفار کیطرف
ہوتے ہین زبانی ثقات کے مسموع ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کو اہالیان مکہ معظمہ نے
مدینہ منورہ جانے کی تفہیم کی اور تحصیل سعادت عظمی ومقصد اقصی کی تعلیم کی بلکہ جناب ڈپٹی
امداد العلی خانصاحب نے کہ وہ قصد مدینہ منورہ کا رکہتے تہے ارادہ اونکی کفالت کا کیا اور
زاد راہ کا وعدہ کیا مگر مولوی صاحب نے ہرگز نمانا اپنے خیال کو حق جانا اور عند التقریر زبان
مبارک سے یہ ارشاد کیا کہ زیارت قبر نبوی کی مستحب ہی چاہے کرے اور چاہے نہ کرے اور یہ
خیال نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہین اور بہت سی حدیثین
اوسپر دلالت کرتی ہین القصہ جب مولوی صاحب بعد تباہی مرکب بہزار دقت وتعب وطن کو
پونہچے ہر طرف آوازہ طعن کا بلند ہوا اور غلغلہ اس حرکت نازیبا کا اوٹہا ای کاش مولوی صاحب
اس طعن وتشنیع کو سنکے خاموش ہوکے گہر مین بیٹہے رہتے اور زیادہ کدوکاوش نہ فرماتے
تو خوب ہوتا کہ اپنے ہی تک یہ بات رہتی عوام کی خرابی نہوتی لیکن مولوی صاحب نے جیسا
کہ باب تراویح مین شور وشغب مچایا اور آٹہہ رکعت کو سنت اور باقی کو مستحب بنایا اوسیطرح
سے اس باب مین غلغلہ اوٹہایا افراط کی راہ پر چلے طریق وسط سے کنارہ فرمایا ایک رسالہ
مسمی بالقول المحقق المحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم لکہکے طبع کرایا اور اپنے نفس سے الزام
اوٹہایا جب وہ رسالہ جناب استاذنا زبدۃ الاوائل فخر الاماجد والاماثل مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی
کے معائنہ سی گذرا اور اونہون نی مجہے دکہایا مجکو عجب پر عجب ہوا مولف نے علاوہ تقلید حنفیہ ہونے کے
اوپر افترا کی نسبت استحباب زیارت قبر نبوی اور ضعیف ہونے قول وجوب کے طرف جمہور حنفیہ کی حالانکہ
محققین اصحاب مذاہب اربعہ اوسکے وجوب کے قائل ہین اور حنفیہ قول وجوب کو نقل کرکے نہ اوسکو غلط لکہتے ہین
اور نہ ضعیف لکہتے ہین بلکہ اوسکو احادیث سے موید کرتے ہین اور اوسیطرف مائل ہین طرفہ مولف نے یہ کیا کہ جو
احادیث باب زیارت مین وارد ہین اور بعض اونکے صحیح اور بعض حسن ہین اونکو باطل وضعیف وموضوع ٹہہرایا

نقل عبارت مین الیسی قطع و برید فرمائی کہ حکایت قاضی محمد مبارک کو فاموی کی یاد آئی
جو عبارتین تضعیف کی تہین اونکو نقل کیا اور جو کلمات قوت کے تھے اونکو حذف کیا
بمقتضائے سے اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست + اگر خاموش بنشینم گناہ ست ایک رسالہ
مسمی بالکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم بعجلت تمام باوجود عدم
فرصت تام تصنیف کیا اور اوسمین مولف کے قول قول کو نقل کر کے شرح وجرح کی
وجوب زیارت کو ثابت کیا احادیث کی قوت وجودت کتب معتبرہ سے نقل کی تا عوام گمراہی
نہ ہووے اور تمام عالم اس اعتقاد جدید سے محفوظ رہے **قال** سلمہ اللہ تعالی الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین **اما بعد** مخفی نرہے کہ زیارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے مستحب ہی اور بعضون نے
جو واجب یا قریب بواجب لکھا ہی تو اوسکا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجھا جاتا ہی
اقول مخفی نرہے کہ جمہور فقہائے حنفیہ مائل بوجوب ہین اور قول وجوب کو نقل کر کے
سکوت کرتے ہین اور ضعف کی طرف مطلقا اشارہ نہین کرتے ہین چنانچہ قدوۃ الانام
کمال الدین بن الہمام فتح القدیر مین تحریر فرماتے ہین قال مشائخنا ہی افضل المندوبات
وفی مناسک الفارسی وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ روی الدارقطنی والبزار
عنہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی واخرج الدارقطنی عنہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم من جاءنی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ
واخرج الدارقطنی ایضا من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی انتہی اور
قاضی القضاۃ عبد الرحمن بن محمد المعروف بشیخی زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین لکھتے ہین
ومن احسن المندوبات بل یقرب من درجۃ الواجبات زیارۃ قبر نبینا علیہ الصلوۃ والسلام انتہی
اور شیخ محمد بن عبد اللہ التمرتاشی منح الغفار شرح تنویر الابصار مین لکھتے ہین زیارۃ قبر نبینا
من اعظم القرب وارجی الطاعات وفی شرح المختار ہی افضل المندوبات والمستحبات بل یقرب
من درجۃ الواجبات وفی مناسک السطرابلسی نقلا عن مناسک الفارسی انہا قریبۃ الی الوجوب
فی حق من کان لہ سعۃ وقد حرض سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم علی زیارتہ وبالغ فی الندب الیہا

روی الدارقطنی وابوبکر البزار مرفوعا من زار قبری وجبت له شفاعتی وقال علیه السلام من جاءنی زائرا
لم تنزعه حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة اخرجه الدارقطنی وعن انس
عن النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ قال لا عذر لمن کان له سعة من امته ولم یزره اخرجه الحافظ ابو محمد بن
عساکر بمعناه وذکره قاضی القضاة عز الدین فی مناسکه الکبری انتہی اور فاضل حسن شرنبلالی مراقی
الفلاح شرح نور الایضاح میں لکھتے ہیں زیارة النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من افضل القرب واحسن
المستحبات بل تقرب من درجة ما لزم من الواجبات فانه صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حرض علیها فقال
من وجد سعة ولم یزرنی فقد جفانی وقال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی
فی حیاتی ومما هو مقرر عند المحققین انه صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حی یرزق ممتع بجمیع العبادات غیر انه حجب
عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات انتہی اور خزانة المفتین میں ہے زیارة النبی علیه الصلوة
والسلام من المستحبات بل یقرب من درجة الواجبات انتہی اور علامہ ہند عبد النبی بن احمد بن ملا
عبد القدوس گنگوہی تلمیذ رشید ابن حجر مکی سنن الہدی فی متابعة المصطفی میں تحریر کرتے ہیں
اعلم ان زیارة النبی العربی القرشی المکی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سنة من سنن المسلمین مجمع علیها بین
علماء الدین وفضیلة مرغبة فیها للمحبین وقال الکرمانی من اصحابنا الحنفیة انها مندوبة قریبة الی الواجب
فی حق من کان له سعة علی ما یدل علیه الاحادیث ونقل القاضی عن ابی عمر قال اجب شد الرحال
الی قبره علیه الصلوة والسلام قال المولف سمعت شیخنا ابن حجر اید اللہ الاسلام ببقائه یقول انها واجبة
عند بعض اصحابنا الشافعیة مثل الحج ولا فرق بین الفرض والواجب عندهم انتہی اور بعد چند سطور
کے لکھتے ہیں من وجد سعة ولم ینفذ الی فقد جفانی وفی روایة ما من احد من امتی له سعة ولم یزرنی فلیس
له عذر عند اللہ وقال من جاءنی زائرا لا یهمه الا زیارتی کان حقا علی اللہ ان اکون له شفیعا وقال من
زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة ومن اسکن المدینة وصبر علی بلائها کنت له شفیعا یوم القیامة
وقال اسحق بن ابراہیم الفقیہ ومما لم یزل شان من حج المرور بالمدینة والقصد الی الصلوة فی مسجد
رسول اللہ والتبرک برؤیة روضته ومنبره انتہی ملخصا اور مولف جمع المناسک لباب المناسک
میں لکھتے ہیں اعلم ان زیارة سید المرسلین باجماع المسلمین من افضل القربات وافضل الطاعات وانجح
المساعی لنیل الدرجات قریبة من درجة الواجبات لمن له سعة وترکها غفلة عظیمة وجفوة کبیرة وقد صرح

بعض العلماء المالکیۃ بان المشی الی المدینۃ افضل من المشی الی الکعبۃ وبیت المقدس انتہی وشیخ عبد الحق دہلوی
در مدارج النبوۃ می نویسند اما زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات واعلی درجات ست
بعضے بر آنند کہ واجب ست چنانکہ امام عبد الحق کہ از اعاظم علمای حدیث ست ذکر کردہ و بثبوت پیوستہ
کہ آنحضرت فرمود من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ومروی ست کہ من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی صاحب
مواہب گفتہ کہ این ظاہر ست در حرمت ترک زیارت زیرا کہ درین جفا واذی اوست وجفا واذی
آنحضرت حرام ست باجماع پس واجب باشد ازالۂ جفا وآن بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب باشد
انتہی ان عبارات پر لحاظ کرکے ارشاد ہو کہ کسنے قول وجوب کو ضعیف لکھا ہی اور کس نے جمہور کے
نزدیک مستحب کہا ہی اگر نظر وسیع سے ملاحظۂ کتب حنفیہ کیجیے صاف معلوم ہوگا کہ حنفیہ قول وجوب
کو نقل کرکے سکوت کرتے ہین اور میلان اسی قول کیطرف رکہتے ہین کیونکر نہ یہ قول معتبر ہو احادیث
متکاثرہ بعبارات مختلفہ سے وجوب ثابت ہوتا ہی اور جملہ احادیث کو غیر معتبر اور موضوع ٹھہرانا پایۂ
اعتبار سے ساقط ہی چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی اب کلام بعض محققین شافعیہ
کا بہی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم ہوتی ہی سمہودی وفاء الوفاء مین
لکہتے ہین الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر رسول اللہ من افضل المستحبات بل تقرب من درجۃ الواجبات
وکذلک نص علیہ المالکیۃ والحنابلۃ انتہی اور احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکہتے ہین اعلم ان زیارۃ
قبرہ الشریف من اعظم القربات وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد
انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام وقد اطلق بعض المالکیۃ وہو ابو عمران
الفاسی کما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبد الحق انہا واجبۃ ولعلہ اراد وجوب السنن الموکدۃ
وقال عیاض انہا سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وروی الدارقطنی من حدیث ابن عمر ان رسول اللہ
قال من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ورواہ عبد الحق فی احکامہ الوسطی وفی الصغری وسکت عنہ وسکوتہ
عن الحدیث فیہما دلیل علی صحتہ وفی المعجم الکبیر للطبرانی ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال من جاءنی
زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ وصححہ ابن السکن وروی عنہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی ذکرہ ابن فرحون فی مناسکہ والغزالی فی الاحیاء
ولم یخرجہ العراقی بل اشار الی ما اخرجہ ابن النجار فی تاریخ المدینۃ عن انس قال قال رسول اللہ من جاء

من اتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی الا ولیس لہ عذر و لابن عدی فی الکامل و ابن حبان فی الضعفاء و الدارقطنی
فی العلل و غرائب مالک و آخرین کلھم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح
و علی تقدیر ثبوتہ فلیتامل قولہ فقد جفانی فانہ ظاہر فی حرمۃ ترک الزیارۃ لان الجفا اذی والاذی حرام
بالاجماع فتجب الزیارۃ اذ ازالۃ الجفا واجبۃ فالزیارۃ ح واجبۃ و بالجملۃ فمن تمکن من زیارتہ ولم یزرہ
فقد جفاہ ولیس من حقہ علینا ذلک انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین زیارۃ القبور تعظیم و تعظیمہ صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم واجب انتہی اور ابن حجر مکی ہیثمی در منظم فی زیارۃ النبی المکرم مین کہتے ہین انما الخلاف
بینھم فی ان زیارتہ رسول اللہ واجبۃ او مندوبۃ نقیل واجبۃ وقد یستدل بظاہرہ بخبر ابن عدی وھو قولہ
علیہ السلام من حج ولم یزرنی فقد جفانی بحمل من حج البیت قید البیان الاولی والاہم حتی لا یکون لہ مفہوم
و یوید ذلک سقوطہ من روایات آخر وان کانت ضعیفۃ وجفاءہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم حرام فعدم زیارتہ
المتضمن لجفائہ کذلک و یوید ذلک ان جماعۃ من المذاہب الاربعۃ اخذ و اوجوب الصلوۃ علیہ صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم کلما ذکر مما صح عن قتادۃ مرسلا قال قال رسول اللہ من الجفا ان ذکر عند رجل فلا یصل
علی و فی روایۃ البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی و فی روایۃ البخیل کل البخیل و فی روایۃ رجالھا رجال
الصحیح الا ان فیہ متہما ان من لم یصل علی عند ذکری اجل الناس و ہذہ کلھا تو ید القول بوجوب الزیارۃ
قیاسا علی وجوب الصلاۃ علیہ عند سماع ذکرہ بجامع انہ عد کلا منہما جفاء انتہی اور بعد چند سطور کے
لکھتے ہین قال الحنفیۃ انھا تقرب من درجۃ الواجبات وقال بعض ائمۃ المالکیۃ انھا واجبۃ وقال غیرہ
منھم یعنی من السنن الواجبۃ و یدل لذلک احادیث صحیحۃ صریحۃ لا یشک الا من طمس نور بصیرتہ انتہی
مخفی نرہے کہ قول صاحب مواہب کا حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی کے حق مین لفظ لا یصح
اوسکے موضوع ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اوسکی مرتبہ صحت مصطلحہ اہل حدیث
تک نہین پہونچی ہی بلکہ ضعیف ہی نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہین آبن طاہر فتنی تذکرۃ الموضوعات مین
لکھتے ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح و قولنا موضوع بون کثیر فان الموضوع
اثبات الکذب و قولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم و انما ہو اخبار عدم الثبوت و قال ایضا
لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح والضعیف انتہی خلاصہ مرام اس مقام مین
یہ ہی کہ باب زیارت مین علما کے تین قول ہین بعض علمای خلف و سلف تو مندوبیت پر کفایت

کرتے ہین اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا دیتے ہین اور یہی مختار محققین متاخرین شافعیہ مثل ابن حجر وقسطلانی کا ہی اور جمہور حنفیہ اس قول کو نقل کرکے احادیث سے موید کرتے ہین اور چون وچرا نہین کرتے ہین اور مختار بعض مالکیہ یہ ہی کہ زیارت سنت موکدہ ہی اور قابل اخذ واعتماد قول اوسط ہی فان خیر الامور اوسطہا کیونکہ چند احادیث کہ بعض اونکے حسن ہین اور بعضے ضعیف ہین کما ستطلع علیہ عنقریب وجوب پر دلالت کرتے ہین بلکہ اگر فرض کرو کہ کوئی حنفی یا شافعی تصریح وجوب کی نہ کرتا تو ہمکو بعد معاینہ کرنے احادیث کے یہ حکم لازم تھا کہ واجب ہی مع جاے آنکہ خود علماے حنفیہ وشافعیہ اسکے مصرح اور موید ہین پس اختیار کرنا قول مندوبیت کو اور نسبت اوسکے اختیار کے اور ضعف قول وجوب کی طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مولف قول محکم نے کیا ہی باطل اور افترا ہی **ثم قال** درمختار مین مرقوم ہی وزیارۃ قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ طحطاوی لکھتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ الذی فی المنح تقرب من درجۃ الواجبات وفی مناسک الطرابلسی انہا قریبۃ الی الواجب فی حق من کان لہ سعۃ انتہی شامی کہتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ ذکرہ فی شرح اللباب وقال کما بینتہ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ وذکرہ ایضا الخیر الرملی فی حاشیۃ المنح وقال وانتصر لہ نعم عبارۃ اللباب والفتح وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ انتہی اور فتاوی عالمگیری مین مسطور ہی قال مشائخنا انہا افضل المندوبات وفی مناسک الفارسی شرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ اور ردالمحتار مین لکھا ہی وہل تستحب زیارۃ قبرہ علیہ السلام للنساء الصحیح نعم بلا کراہۃ بشروطہا علی ما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ من الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلک نقول بالاستحباب لاطلاق الاصحاب انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہی کہ نزدیک جمہور مشائخ حنفیہ کے زیارت قبر آنحضرت کی مستحب ہی اور واجب کہنا ضعیف ہی جیسا کہ لفظ قیل سے جو درمختار مین ہی سمجھا جاتا ہی اور ایسا ہی قریب بواجب کہنا کیونکہ یہ دونون قول متقارب ہین **اقول** یہ قول متضمن دو افترا ہی ایک نسبت کرنا مذہب کی طرف جمہور حنفیہ کے حال آنکہ نہ عبارت درمختار مین یہ لفظ ہی اور نہ عبارت عالمگیری مین دوسری نسبت کرنا تضعیف قول وجوب کی طرف صاحب درمختار کے حال آنکہ اوسکے کلام مین کہین نشان تضعیف کا نہین ہی

اور لفظ قیل موضوع واسطے تضعیف کے نہین کہ خواہ مخواہ اوس سے تضعیف سمجھی جاوے بلکہ اکثر
جب قائل کو بیان کرنا منظور نہین ہوتا ہی یا قائل مشہور ہوتا ہی اوسوقت لفظ قیل سے اوسکا
قول نقل کردیتے ہین کما لا یخفی علی من طالع المختصرات فضلا عن المطولات اور دلیل اسپر یہ ہی
کہ محشین در مختار مثل طحطاوی وشامی ودمیاطی نے تحت لفظ قیل کے مجرد قائل کے تعیین کردی
اور تضعیف کی طرف باگ نہین پھیری بلکہ شامی نے قوت اس قول کی نقل کی پس معلوم ہوا کہ
غرض صاحب در مختار کی قیل سے مجرد نقل قول بغیر تعیین قائل ہو نہ تضعیف اوسکی اور اگر تسلیم
کرین کہ غرض اوسکی تضعیف ہی تو ہم کہین سگے کہ صاحب در مختار یا رد المحتار یا صاحب عالمگیری ارباب
ترجیح سے نہین ہین کہ اونکی تضعیف معتبر کی جاوے اگر کوئی حنفی کہ اصحاب ترجیح مین اوسکا شمار ہو
اس قول کو ضعیف کرے البتہ اوسپر اعتماد کرسکتے ہین ملاحظہ کیجیے کہ ابن ہمام نے کہ اصحاب ترجیح اور
فقہاء النفس مین اونکا شمار ہی قول وجوب کو نقل کرکے سکوت کیا اور اوسکو ضعیف نہ کیا پس اونکا سکوت
اس قول کی صحت وجودت کیواسطے کافی ہی اب یہان ایک امر مولف سے استفسار ہی وہ یہ کہ جمہور فقہا
حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو بیس رکعت سنت موکدہ لکھتے ہین اور آپنے اونکے قول کو لغو جانا
اور اقتصار آٹھ رکعت پر بعد افطار صیام کے غنیمت جانا سنیت بیس رکعت کو اوڑا دیا اور آٹھ پر
رکعات زائدہ کو مثل قول روافض کے سنت عمری ٹھہرا دیا پھر اپنے فعل پر بھی کفایت نہ کی
بلکہ تمام اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی اس سے عوام کالانعام گمراہ ہو گئے اعتقادات
اونکے مثل اہل بدعات کے ہو گئے جب یہ امر جناب استاذنا مولانا **محمد عبد الحی** ادام
فیضہ العلی نے دیکھا ایک رسالہ بہ بسط بسیط اس مسئلہ مین لکھکے طبع کرا دیا نام اوسکا
تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار رکھا اور اوس مین خوب طرح سے
بیس کی سنیت کو موکد کیا اور آٹھ پر اختصار کرنے والے کو بسبب ترک سنت خلفاء
راشدین کے ملزم کیا یقین ہے کہ ملاحظہ سے گذرا ہوا ور مقبول خاطر عاطر ہوا ہو پس ہم آپ سے
سوال کرتے ہین کہ تراویح کے باب مین قول جمہور کہان گیا اور زیارت کے باب مین
قول جمہور کہان سے پیدا ہوا اگر یہان نفس اماره کی متابعت سے تراویح مین آٹھ پر
کفایت کی اور باب زیارت مین مندوبیت ثابت کی گویا دین تابع ہواے نفسانی ہو گیا

اور مسائل شرعیہ مین رای سے دخل یا فانا للہ وانا الیہ راجعون اور اگر کہیے کہ باب زیارت مین احادیث موضوع ہین تو ہم کہین گے کہ یہ قول آپکا غلط ہی کیونکہ ذہبی وغیرہ نے بعض کی تحسین کی ہی جلدی نہ کیجیے بزودی اوسپر اطلاع ہوگی **ثم قال** اور ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون کی دلیل ہی ایک ہی ہوگی یعنی وہ حدیث کہ تحسین بہ نسبت تارکین زیارت کی لفظ جفانی کا آیا ہی اور محدثین اوسکو موضوع لکھتے ہین جیسا کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالی عنقریب آتا ہی پس تضعیف ایک کی گویا کہ تضعیف دوسرے کی ہی **اقول** نسبت وضع کے اس حدیث کی طرف غیر مقبول ہی البتہ حدیث ضعیف وغریب ہی تفصیل اسکی عنقریب انشاء اللہ تعالی آویگی **ثم قال** پوشیدہ نرہے کہ قیل واجبۃ کی تحت مین جو طحطاوی وشامی نے اقوال اون لوگونکے جو کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب کے ہین نقل کیے ہین اس سے مقصود صرف بیان قول مرجوح ہی نہ ترجیح اس قول کی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین جو بعد بیان قول جمہور کے قریب وجوب ہونیکو مناسک فارسی اور شرح مختار سے نقل کیا ہی اوس سے بھی مقصود ترجیح اس قول کی نہین ہی کما ہو الظاہر ومن یدعی خلاف الظاہر فعلیہ البیان **اقول** یہ امر آپ ہی کے نزدیک ظاہر ہی ورنہ متبحر وغیر متبحر اس امر کو سمجھتا ہی کہ غرض طحطاوی اور شامی اور مولفان عالمگیری کے مجرد نقل قائلین وجوب ہی نہ اوسکی تضعیف ارشاد کیجیے کہ کون لفظ ان تینون کی دلالت کرتی ہی تضعیف کے قصد پر اور مجرد دعوی ظاہر ہونیکا داب مناظرہ سے خارج ہی **ثم قال** یہ جو کچھ کہ لکھا گیا موافق اقوال حنفیہ کے ہی اب جاننا چاہیے کہ موافق حدیث رسول اللہ صلعم کے بھی زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستحب ہی عن بریدة قال

قال رسول اللہ نہیتکم عن زیارة القبور فزوروها رواه مسلم وعن ابی ہریرة قال زار النبی صلی اللہ علیہ

وعلی آلہ وسلم قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا فلم یوذن لی واستاذنتہ فی ان ازور قبرها فاذن لی فزوروا القبور رواه مسلم ان دونون حدیثون سے مطلق زیارت کا استحباب ثابت ہوتا ہی پس آنحضرت کی قبر کی زیارت کا استحباب بدرجہ اولی ثابت ہوا اور ایسا ہی باقی احادیث صحیحہ کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین وہ سب اسطے استحباب زیارت قبر آنحضرت کے دلیل ہو سکتے ہین **اقول** سبحان اللہ عجب قیاس ہی زیارت قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدرجہا زیارت باقی قبور سے موجب رفع درجات و باعث وصول حسنات ہی پس قیاس کرنا کہ جب مطلق زیارت قبور مستحب ہوئی تو زیارت قبر نبوی بہی مستحب ہوگی کب درست ہی ہان اگر اول کسی دلیل سے استحباب قبر زیارت نبوی ثابت ہو جاوے اور زیارت باقی قبور اسپر قیاس کرکے کہا جاوی کہ جب زیارت قبر نبوی کی مستحب ہہوئی تو زیارت مطلق قبرون کی بدرجہ اولی مستحب ہوگی تو البتہ درست ہوگا کیونکہ ادنی پر اعلی کا قیاس درست نہین ہی مطلق قبور کی زیارت کے مستحب ہونے سے یضرور نہین کہ زیارت قبر نبوی بہی مثل اوسکی مستحب ہو بلکہ زیارت قبر نبوی کے واجب ہی اور مطلق زیارت مستحب ہی آب چند ادلہ وجوب زیارت نبوی کے گوش گذار کرنا چاہیے اور بنظر انصاف غور فرمانا چاہیے پہلی دلیل کتاب اللہ سے کہ اعلی ترین ادلہ ہی حق جلشانہ سورۂ نسا مین فرماتا ہی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کیا اپنے نفسون پر اور کبائر وصغائر مین مبتلا ہوئے آوین تمہارے پاس ای ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور طلب مغفرت کرین حق تعالی سے اور طلب مغفرت کرے اونکے واسطے رسول اللہ البتہ پاوینگے وہ لوگ حق تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اور حق تعالی اونکے گناہونکو بخشدیگا اس آیہ مین حق تعالی نے گناہون کے بخشنے کو اور حق تعالی کے مہربان ہونیکو شرط کیا ساتہہ اس امر کے کہ وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر ہووین اور طلب مغفرت کرین پس معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر نہون گے اور عذر خواہی نکرینگے حق تعالی کو مہربان نہ پاوینگے اور مستحق مغفور ہونیکے نہون گے اگر کوئی متشکک کہی کہ یہ آیہ خاص ہی زمانہ حیات نبوی کے ساتہہ اور بعد ممات آنحضرت کے آنحضرت کہان ہین کہ ہم اونکے پاس جاوین تو اوسکو یون دفع کرنا چاہیے کہ تمام کتب عقائد مین مصرح ہی کہ آنحضرت جس طرح سے اس عالم مین تشریف رکھتے تہے اسیطرح قبر مین تشریف رکھتے ہین اور عبادات الٰہی مین مصروف ہین اور یہی مذہب تمام اہلسنت کا ہی اور بہت احادیث صحیحہ اس امر پر دال ہین جسکو منظور ہو بیہقی کے رسالے کو کہ حیاۃ الانبیا مین تصنیف ہوا دیکہ لے پس موت آنحضرت کی فی الحقیقت انتقال مکانی ہی نہ موت حقیقی آپ کی خدمت مین قبل وفات کے اور بعد وفات کے حاضر ہونا دونون برابر ہین

اور حق تعالی نے کلمہ جاؤک کا مطلق فرمایا بزمانۂ حیات نبوی مقید نہین کیا پس معلوم ہوا
کہ مدار مغفور ہونے کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا ہی خواہ عالم حیات نبوی مین ہو یا بعد
وفات کے پس ثابت ہوا کہ زیارت قبر احمدی و حضور مجلس محمدی واجب ہی و ذلک ہو المراد
دوسری دلیل قیاسی یہ ہی کہ زیارت کسی کے قبر کی اور اوسپر سلام کرنا ادا کرنا ہی اوسکے حق
اسلامی کا جیسا کہ نماز جنازہ پڑہنا ادای حق مسلم ہی اور ادای حق آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم تمام عالم پر واجب ہی پس زیارت قبر نبوی واجب ہی تیسری دلیل یہ ہی کہ اگر کوئی شخص
کسی بلدے مین یا قریب اوس بلدیکے وارد ہوا اور اوس بلدے مین اوسکا آقا یا مولی یا باپ
موجود ہو اور اوسکی ملاقات کو وہ شخص نہ جاوے باوجود قدرت و وسعت کے وہ شخص
نالائقون مین گنا جاویگا اور احسان فراموشون مین نام اوسکا لکہا جاویگا آنحضرت صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم کا احسان تمام عالم پر ہی اور بطفیل اونکے تمام اہل اسلام جہنم سے ناجی ہوئے
اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپنے ارشاد کیا انما انا لکم بمنزلۃ الوالد رواہ ابو داؤد وغیرہ یعنی مین
واسطے تم لوگون کے بمنزلہ باپ کے ہون جسطرح پدر اپنے پسر کو صورتین نجات کی سکہاتا ہی
اوسی طرح مین تمکو تعلیم کرتا ہون پس جس بلدے مین کہ آنحضرت تشریف رکھتے ہین اوسمین باوجود
قدرت کے نہ جانا بڑے احسان فراموشی ہی اور قریب اوس بلدیکے پونہچکے وہان حاضر نہونا
گویا عقوق پدری ہی **ثم قال** لیکن استدلال اس ہماریساتہہ اون احادیث کے کہ جس مین
خاص حضرت کے قبر کی زیارت کا ذکر ہی درست نہین ہی کیونکہ بعض اونمین ضعیف ہین اور بعض
اس وجہ کے کہ لائق احتجاج نہین اور بعض موضوع ہین اونمین سے چند کا حال بطور نمونہ کے بیان
کیا جاتا ہی **اقول** مولف نے خوب نمونہ دکہانے مین حق پوشی کی احادیث حسنہ کو ضعیف اور
قابل احتجاج کو غیر قابل احتجاج لکہدیا اگ قلم کو اپنے ہاتہہ سے چہوڑدیا جو عبارتین تضعیف کی تہین
اونکو نقل کردیا اور عبارات تصحیح سے کنارہ کیا اسمار رجال مین جو عبارات جرح کی تہین اونکو
تحریر کیا اور عبارات توثیق کو چہوڑدیا واہ واہ خوب سرقہ و قطع برید ہی شاید یہ مولف کے
زعم مین موجب جرم نہ ہی شاید مولف کے گمان مین یہ آیا کہ سواے اپنے کوئی عالم دنیا مین باقی
نہین رہا اور عوام کالانعام جو مین لکہونگا اوسپر ایمان لائینگے قول حق جلشانہ کو بہول گئے کہ و فوق

کل ذی علم علیم آپ بچشم غور مولف کی چشم پوشی و تقطیع عبارات کا حال سنیئے **قال** پہلی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی شوکانی فوائد مجموعہ مین لکھتا ہی قال فی المقاصد ان ابن خزیمہ اشار الی تضعیفہ اور مقاصد حسنہ مین مرقوم ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمہ واشار الی تضعیفہ انتہی **اقول** یہ تحریر آپکی مثل اسکے ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ کو لکھ کے وانتم سکاری کو چھوڑ دیجیے مقاصد کی عبارت پوری کیون نہ نقل کی خوف یہ ہوا کہ اسمین اس حدیث کی تقویت بھی لکھی ہی اگر وہ بھی لکھین گے اپنے مطلب کے خلاف ہوجائیگا دیکھو عبارت مقاصد کی یہ ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمہ واشار الی تضعیفہ وعند ابن عدی والدارقطنی والبیہقی بلفظ کان کمن زارنی فی حیاتی وضعفہ البیہقی وکذا قال الذہبی طرقہ کلہا لینۃ لکن تتقوی بعضہا ببعض لان ما فی رواتہا متہم بالکذب انتہت اس عبارت مین ذہبی سے تقویت منقول ہی اور اس قدر مستدلین کو کافی ہی اگر زیادہ تصریح اس حدیث کی قوت مین منظور ہو تو دیکھیے علامہ نور الدین علی سمہودی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی مین لکھتے ہین قال السبکی اقل درجات ہذا الحدیث الحسن ان نوزع فی صحتہ لما سیاتی من شواہدہ وقال الذہبی طرقہ لینۃ یتقوی بعضہا ببعض انتہی اور ابن حجر مکی در منظم مین لکھتے ہین حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وفی روایۃ حلت لہ شفاعتی صححہ جماعۃ من ائمۃ الحدیث والطعن فی رواتہ مردود کما بینہ السبکی واطال فیہ وقول البیہقی انہ منکر معناہ انہ تفرد بہ راویہ والفرد قد یطلق علیہ ذلک کما قالہ احمد فی حدیث دینار الاستخارۃ مع انہ فی الصحیحین وقول الذہبی طرقہ کلہا لینۃ یتقوی بعضہا ببعضا لا ینافیہ لان غایتہ انہ بتسلیم ذلک حسن وہو یطلق علیہ الصحۃ کما بین فی محلہ انتہی اور اگر زیادہ تفصیل منظور ہو تو رسالہ سبکی مسمی بہ شفاء الاسقام فی زیارۃ سید الانام ملاحظہ کیجیے بغیر تامل و غور کتب مبنی کی حدیث حسن کو ضعیف وغیر قابل احتجاج کہدینا اہل علم کی شان سے نہین ہی **ثم قال** اس حدیث کی کوئی اسناد موسی بن ہلال عبدی اور عبد اللہ بن العمری سے خالی نہین ہی اور موسی بن ہلال عبدی کی نسبت کتب رجال مین مرقوم ہی قال ابو حاتم مجہول قال العقیلی لا یتابع علی حدیثہ وقال البیہقی انہ سوء اور عبد اللہ بن عمر العمری کی نسبت تہذیب الکمال وغیرہ مین لکھا ہی

علی

انہ لیس بقوی عند اہل الحدیث قال احمد کان یزید فی الاسانید ویخالف وکان یحیی بن سعید یضعفہ قال عبد اللہ بن
بن المدینی عن ابیہ ضعیف وقال یعقوب بن شیبۃ فی حدیثہ اضطراب قال النسائی ضعیف الحدیث انتہی اقول
کتب رجال میں ان دونوں راویوں کی توثیق بھی منقول ہے اور جرح کی رد موجود ہے جرح مبہم کو نقل کرنی
اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہے حافظ ابن حجر لسان المیزان میں بعد نقل کلام ابو حاتم و عقیلی کے
لکھتے ہیں قلت ہو صالح الحدیث روی عنہ احمد والفضل بن سہل الاعرج و احمد بن ابی عروبہ و آخرون انتہی اور وفاء الوفا
باخبار دار المصطفی میں ہے قال الدارقطنی حدثنا المحاملی حدثنا عبید بن محمد الوراق حدثنا موسی بن
ہلال العبدی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی قال السبکی کذا فی عدۃ نسخ معتمدۃ من سنن الدارقطنی عبید اللہ
مصغرا وکذا للدارقطنی فی غیر السنن وکذا رواہ غیر الدارقطنی عن غیر المحاملی کما رواہ البیہقی من
طریق محمد بن زنجویہ القشیری قال حدثنا عبید بن محمد بن القاسم بن ابی مریم الوراق حدثنا موسی
بن ہلال العبدی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر الحدیث ورواہ جماعۃ غیر موسی بن ہلال
منہم جعفر بن محمد حدثنا محمد بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا رواہ العقیلی ومنہم محمد بن اسمعیل
بن سمرۃ واختلف علیہ فروی عنہ مصغرا کالغیرہ وروی عنہ مکبرا ومرض ذلک الحافظ یحیی بن علی
وصوب التصغیر وفی کامل ابن عدی عبد اللہ صح قال السبکی فیہ نظر والذی یترجح عندی عبید اللہ
لتظافر روایات عبید بن محمد کلہا وبعض روایات ابن سمرۃ ویحتمل ان موسی سمع من عبید اللہ
تارۃ وعبد اللہ جمیعا وحدث بہ عن ہذا تارۃ واخری عن ہذا وممن رواہ عن موسی عن عبد اللہ
مکبرا الفضل بن سہل فان صح حمل علی انہ عنہما اوالمکبر قال احمد صالح وقال ابو حاتم رایت احمد بن حنبل
یحسن الثناء علیہ وقال ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ قال السبکی وہذا الحدیث لیس فی مظنۃ
الالتباس علیہ لاسناد ولاستناد الرواۃ الی موسی بن ہلال ثقات وموسی قال ابن عدی ارجو
انہ لا باس بہ وقد روی عنہ ستۃ منہم الامام احمد ولم یکن یروی الا عن ثقۃ فلا یضر قول ابی حاتم انہ
مجہول وقول البیہقی بانہ سواء قال عبید اللہ ام عبد اللہ فہو منکر عن نافع لم یات بہ غیرہ فہذا تنبیہ
یدلک علی انہ لا علۃ لہذا الحدیث الا تفرد موسی بہ وانہم لم یحتملوہ لخفاء حالہ والا فکم من ثقۃ یتفرد باشیاء
وانما یبعد قول ابن عدی فی موسی ووجود متابع فانہ یتعین قبولہ ولذلک ذکرہ عبد الحق فی احکام

الوسطى والصغرى وسكت عليه انتهى اور نيز وفاء الوفاء مين ہے روى البزار من طريق عبد الله بن ابراہيم
الغفاري حدثنا عبد الرحمن عن ابيه عن ابن عمر عن النبي عليه الصلاة والسلام قال من زار قبري
حلت له شفاعتي قال البزار عبد الله بن ابراهيم حدث باحاديث لم يتابع عليها وقال ابو داود
منكر الحديث قال السبكي هذا الحديث هو الاول ولذلك عزاه عبد الحق للدارقطني والبزار الا ان
في الاول وجبت وفي الثاني حلت فلذلك افردته والقصد الى تقوية الاول به فلا يضره ما قيل
في الغفاري وكذا ما قيل في عبد الرحمن بن زيد اذ ليس ينتهي الى تهمة كذب ولا فسق ومثله يحتمل في
المتابعات والشواهد انتهى اور ذهبي ميزان الاعتدال مين لكهتے ہين عبد الله بن عمر بن حفص
بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمري المدني اخو عبيد الله صدوق في حفظه شيء روى عن نافع وجماعة
روى احمد بن ابي مريم عن ابن معين ليس به باس يكتب حديثه وقال الدارمي قلت لابن معين كيف
حاله في نافع قال صالح ثقة وقال احمد بن حنبل صالح لا باس به قال ابن عدي هو في نفسه صدوق انتهى
ملخصا اور ذهبي كاشف مختصر تهذيب الكمال مين لكهتے ہين عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم العمري
عن اخيه عبيد الله وعن نافع والمقبري وعنه ابنه عبد الرحمن والقعنبي وابو مصعب قال ابن معين
صويلح وقال ابن عدي لا باس به صدوق انتهى اور وفاء الوفاء مين ہے روى النسائي والبزار
والحاكم واللفظ له يوشك الناس ان يضربوا اكباد الابل فلا يجدوا عالما اعلم من عالم بالمدينة
قال الحاكم قد كان ابن عيينة يقول نرى هذا العالم مالك بن انس قال الزركشي او في ما حكاه عن سفيان
نظر لما في صحيح ابن حبان ان اسحق بن موسى قال بلغني عن ابن جريج انه كان يقول انه مالك بن انس
فذكرت ذلك لسفيان بن عيينة فقال انما العالم من يخشى الله ولا نعلم احدا كان اخشى من العمري
قال التوربشتي في شرح المصابيح يعني عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب كان من
عباد الله الصالحين الشاهرين في بلاد الله وعباده بالنصيحة انتهى ان عبارات سے حديث
مذكور كی تقويت اور جودت اور رواة كے وثاقت معلوم ہوگئی اور جو جرح مولف نے نقل كی
ہی مردود ہوگئی **قال** دوسری حديث من جاء في زائرا لا تعمله الا زيارتی كان حقا علی ان
اكون له شفيعا يوم القيامة اسكی اسناد مين مسلمة بن سالم جهنی اور عبد الله بن عمر العمری ہے اور عبد الله
بن عمر العمری كا حال تو معلوم ہو چكا اور مسلمة بن سالم جهنی كے نسبت كتب اسماء رجال مين لكها ہے

فاما مسلمة بن سالم الجهني فقال ابو داود السجستاني انه ليس بثقة نص عليه الحافظ في اللسان **اقول**
عبید الله بن عمر العمری کی توثیق سابقا لسان المیزان اور میزان اور کاشف اور وفاء الوفا
سے منقول ہو چکی اور جرح اسکی مجروح ہو چکی اور اس حدیث کی حسن ہونے میں کسیطرح کا شبہہ نہیں ہے
بلکہ بعض محققین محدثین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح بالاجماع ہے چنانچہ ابن حجر
درمنظم میں لکھتے ہیں قضیته کلام ابن السکن انه مجمع علی صحته بلفظ من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا
زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة وفی روایة من جاءنی زائرا کان له حقا
علی الله ان اکون له شفیعا یوم القیامة قال السبکی وبتبویب ابن السکن یدل علی انه فهم منه ان المراد
بعد الموت او ان ما بعد الموت داخل فی العموم وهو صحیح انتهی اور وفاء الوفا میں ہے رواه الطبرانی
فی الکبیر والاوسط والدارقطنی فی امالیه وابو بکر بن المقری فی معجمه من روایة مسلمة بن سالم الجهنی قال حدثنا
عبید الله بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتی
کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة وفی معجم ابن المقری بلفظ کان له حقا علی الله وقد تابع مسلمة
الجهنی موسی بن هلال فی شیخه عبید الله العمری والطرق کلها فی روایة متفقة علی عبید الله بالتصغیر الثقة
الا ان مسلم بن حاتم الانصاری رواه عن مسلمة عن عبد الله مکبرا واورد الحافظ ابن السکن هذا الحدیث
فی باب زیارة قبر النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم من کتابه المسمی بالسنن الصحاح الماثورة عن رسول الله
وهو حافظ ثقة مات بمصر سنة ثلاث وخمسین وثلث مائة وکتابه هذا محذوف الاسانید ومقتضی
ما شرط فی خطبته ان یکون هذا الحدیث قد اجمع علی صحته ولذلک نقل جماعة منهم الحافظ زین الدین
العراقی انه صححه فاما ان یکون ثبت عنده من غیر طریق مسلمة او ارتقی الی ذلک بکثرة الطرق انتهی
قال تیسری حدیث من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی اس حدیث کی
اسناد میں حسن بن الطیب وحفص بن سلیمان ہیں فاما حسن بن الطیب فقال البرقانی انه ذاهب
الحدیث وقال الدارقطنی لا یساوی شیئا یحدث بما لا یسمع وعن مطین انه کذاب اما حفص بن سلیمان
فکان واهیا فی الحدیث وقال عبد الله بن احمد عن ابیه انه متروک الحدیث وقال ابن معین لیس بثقة
وقال البخاری ترکوه وقال ابو ہیثم متروک لا یحتج به وقال ابن خراش کذاب یضع الحدیث کذا فی
میزان الاعتدال للذهبی **اقول** عبارت میزان میں یہ ہے قال عبد الله بن احمد عن ابیه انه

منکر لسا الحدیث فہذہ روایۃ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ واما روایۃ ابی علی الصواف عن عبد اللہ
عن ابیہ انہ قال صالح مولف نے روایت توثیق کو بالکل حذف کرکے کلام کو منتظم کر دیا اور
علامۂ برہان الدین ابو الوفاء الحلبی تلمیذ حافظ زین الدین العراقی اپنے رسالہ الکشف الحثیث
عمن رمی بوضع الحدیث میں لکھتے ہیں حفص بن سلیمان ہو حفص بن ابی داؤد ابو عمر والاسدی
صاحب القراءۃ قال ابو خراش کذاب قال وکیع ثقۃ انتہی اور سبکی نے رسالہ شفاء الاسقام
فی زیارۃ سید الانام میں حفص بن سلیمان کی توثیق کو جرح پر مرجح کیا اور حدیث مذکور کو مقبول
لکھا وفاء الوفا میں ہے روی الدارقطنی والطبرانی فی الکبیر والاوسط وغیرہما من طریق حفص
بن ابی داؤد وسلیمان القاری عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فزار
قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی ورواہ ابن الجوزی فی مثیر الغرام وابن السکن من طریق
الحسن بن الطیب حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی وصحبنی قال ابن عساکر تفرد بقولہ
وصحبنی الحسن بن الطیب عن علی بن حجر وفیہ لفظ وہی زیادۃ منکرۃ قال السبکی لم ینفرد بہا ابن الطیب
فقد رواہ کذلک ابن عدی فی کاملہ من طریق الحسن بن سفیان عن علی بن حجر بالسند المتقدم
ورواہ ابو یعلی من طریق حفص بن سلیمان عن کثیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابن عمر
بدون قولہ وصحبنی والتشبیہ من صحبہ لا یقتضی التشبیہ من کل وجہ وروی لبعض الحفاظ المعاصر
لابن مندۃ ہذا الحدیث من طریق حفص بن سلیمان عن لیث بلفظ من حج فزارنی فی مسجدی
بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی قال السبکی وحفص بن ابی داؤد وثقہ احمد بم روی لک
عنہ بطن الیقین قال فی ذلک مقدم علی من روی عنہ تضعیفہ وضعفہ جماعۃ وہو لم ینفرد بہذا الحدیث
ودعوی البیہقی انفرادہ بحسب اطلاعہ فقد جاء فی الکبیر والاوسط للطبرانی متابعۃ فانہ رواہ من
طریق عائشۃ بنت یونس امراۃ اللیث عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر انتہی **قال** حویتی حدیث
من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسالہ اللہ عما افترض
علیہ فوائد مجموعہ میں لکھا ہے قال فی الذیل باطل **اقول** اس حدیث کو ابو الفتح ازدی نے
روایت کیا ہے طریق عمار سے قال حدثنی خالی سفیان عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ عن

عبد اللہ ہی قال قال رسول اللہ من حج حجۃ الاسلام الحدیث حبلی شفاء الاسقام مین لکھتے ہین
عمار بن محمد ابن اخت سفیان روی لہ مسلم والحسن بن عثمان الزیادی موثق والراوی عنہ ما علمت
حالہ والبو الفتح من اہل العلم والفضل کان حافظا ذکرہ الخطیب وابن السمعانی واثنی علیہ محمد بن جعفر
بن علان انتہی **قال** پانچوین حدیث من وجد سعۃ فلم یزرنی فقد جفانی شوکانی فوائد مجموعہ
مین لکھتا ہی رواہ ابن عدی والدارقطنی فی غرائب مالک و ابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی
فی الموضوعات **اقول** توثیق اس حدیث کی کہ معنی تحدہی سا تہہ حدیث من حج ولم یزرنی فقد
جفانی کی عنقریب مذکور ہوتی ہی **قال** چھٹی حدیث من زارنی وزار ابراہیم فی عام واحد دخل
الجنۃ فوائد مجموعہ مین مسطور ہی قال ابن تیمیۃ والنووی انہ موضوع لا اصل لہ قالہ السیوطی فی
الذیل **اقول** مقاصد مین بہی اس حدیث کو موضوع لکھا ہی عبارت اوسکی یہ ہی حدیث من زارنی
وزار ابراہیم فی عام واحد دخل الجنۃ قال ابن تیمیۃ انہ موضوع ولم یروہ احد من اہل العلم بالحدیث
وکذا قال النووی فی آخر الحج من شرح المہذب ہو موضوع لا اصل لہ اور اسیطرح ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات
مین لکھا ہی واللہ اعلم عند اللہ **قال** ساتوین حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی فوائد مجموعہ مین مذکور ہی قال
الصغانی موضوع وکذا بلفظ من حج فلم یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی ایضا موضوع وکذا قال الزرکشی
وابن الجوزی نے بہی میزان مین لکہا ہی قال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن محمد بن النعمان
بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من حج فلم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع
خلاصہ مین لکہا ہی طا ابن عدی وجماعۃ بلفظ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح ابن طاہر فتنی نے
تذکرہ مین لکہا ہی قال الصغانی ہو موضوع وفی اللآلی قال الزرکشی ہو ضعیف وبالغ ابن الجوزی
فذکرہ فی الموضوعات محمد بن عبد الہادی معروف بابن قدامہ نے صارم مین لکہا ہی ہذا حدیث
منکر جدا لا اصل لہ بل ہو من المکذوبات والموضوعات وہو کذب موضوع مختلق علیہ لم یحدث
بہ قط ولم یروہ الا من جمع الغرائب والمناکیر اسکی سند مین محمد بن محمد بن نعمان واقع ہی اوسکی
نسبت تقریب التہذیب مین مرقوم ہی محمد بن محمد بن النعمان بن شبل الباہلی البصری متروک
انتہی اور حافظ ابو الحسن دارقطنی نے حواشی کتاب ابن حبان مین کہا ہذا حدیث غیر محفوظ عن النعمان
بن شبل الا من روایۃ ابن ابنہ والطعن فیہ علیہ لا علی النعمان انتہی اور حافظ موسی بن ابراہیم نے

کہ ائمہ جرح و تعدیل سے ہی اوسکو متہم بالکذب والوضع جانا **اقول** مخفی نہ ہے کہ محدثین چند
فرقہ پر متفرق ہین ایک فرقہ وہ محدثین کہ احادیث کے لکھنے مین نہایت تساہل کرتے ہین
اور احادیث موضوعہ کو بھی درج تصانیف کرتے ہین او رغیر صحیحہ کو صحیح بنلاتے ہین دوسرا
فرقہ وہ لوگ کہ مسلک تحقیق پر چلتے ہین نہ موضوع کو صحیح لکہتے ہین اور نہ ضعیف کو موضوع
بناتے ہین اور حکم موضوعیت و عدم موضوعیت سے بغیر تحقیق رجال کے خوف رکہتے ہین
اور تیسرا فرقہ وہ لوگ ہین کہ تشدد مزاج ہین کہتے ہین احادیث صحیحہ کو ادنی قدح راوی سے
موضوع لکہدیتے ہین اور احادیث ضعیفہ و منکرہ پر بغیر خوف و خطر حکم وضع کا دیتے ہین
اور رب النوع اس فرقہ کے محدث ابن جوزی ہین کہ اونہون نے صدہا احادیث ضعیفہ کو
بادنی قدح راوی موضوع لکہدیا بلکہ احادیث حسان و صحاح کو مثل حدیث صلاۃ التسبیح کہ جامع
ترمذی وغیرہ مین مروی ہی و حدیث شمس وغیرہ موضوع کہدیا اور اسقدر نہ سمجھے کہ جس طرح
حدیث کاذب روایت کرنا منع ہی اوسیطرح نے باک ہوکر حدیث ضعیف کو یا صحیح کو موضوع
کہدینا گناہ ہی اور اسیوجہ سے محققین محدثین باب وضع مین ابن جوزی کے قول کا اعتبار
نہین کہتے ہین اور جابجا او نپر تشنیع بلیغ کرتے ہین حافظ ابن الصلاح مقدمہ اصول
حدیث مین لکہتے ہین ولقد اکثر الذی جمع فی ہذا العصر الموضوعات فی نحو مجلدین فاودع فیہا
کثیرا مما لا دلیل علی وضعہ وانما حقہ ان یذکر فی مطلق الاحادیث الضعیفۃ انتہی حافظ عراقی
شرح الفیہ مین لکہتے ہین اراد ابن الصلاح بالجامع المذکور ابا الفرج ابن الجوزی انتہی اور سخاوی
فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین کہتے ہین ربما ادرج ابن الجوزی فی الموضوعات الحسن
والصحیح مما ہو فی احد الصحیحین فضلا عن غیرہما وہو توسع منکر ینشأ عنہ غایۃ الضرر من ظن بالیس بموضوع
موضوعا مما قد یقلدہ فیہ تحسینا للظن بہ ولذا انتقد العلماء صنیعہ اجمالا والموقع لہ استنادہ فی غالبہ
بضعف راویہ الذی رمی بالکذب مثلا غافلا عن مجیئہ من وجہ آخر وربما یکون اعتمادہ فی التفرد
قول غیرہ ممن یکون کلامہ فیہ محمولا علی النسبی ہذا مع ان تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد
الاستقصار فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلک ولذلک کان الحکم
من المتأخرین عسیر جدا بخلاف الائمۃ المتقدمین الذین منحہم اللہ التبحر فی علم الحدیث والتوسع

فی حفظہ کشعبۃ وابن القطان وابن مہدی ونحوہم مثل احمد وابن المدینی وابن معین ابن راہویہ
ثم اصحابہم مثل البخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی النسائی وہکذا الی زمن الدارقطنی والبیہقی کذا فی
العلائی ثم من العجب ایراد ابن الجوزی فی کتابہ العلل المتناہیۃ کثیرا مما اوردہ فی الموضوعات کما
اورد فی الموضوعات کثیرا من الاحادیث الواہیۃ بل قد اکثر فی اکثر تصانیفہ الوعظیۃ وما اشبہہا
من ایراد الموضوع وشبہہ انتہی اور اسیطرح علامہ زکریا انصاری فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی
مین لکھتے ہین اور خاتمۃ الحفاظ جلال الدین السیوطی نے موضوعات ابن جوزی کو ملخص
کیا ہی اور اسمین جابجا ابن جوزی پر تعقب کیا ہی اور اسیطرح مرقاۃ الصعود شرح سنن
ابی داؤد مین بھی ابن جوزی پر چندجا تشنیع کی ہے اور حافظ ابن حجر بھی اپنی تصانیف
مین جابجا ابن جوزی پر طعن کرتے ہین اور اوسکے حکم وضع کو غیر مقبول سمجھتے ہین اور منجملہ
مقلدین ابن جوزی کے صاحب سفر السعادۃ ہین کہ احادیث صحیحہ کو ثابت نشدہ لکھتے ہین
اور ہرگز خوف وخطر نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ مین
تحریر کرتے ہین بدانکہ شیخ مصنف درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ ومبالغہ کار فرمودہ است
وتقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ برجملہ احادیث جرح طعن کردہ است بر بعض
حکم بعدم صحت کردہ وبر بعض بعدم ثبوت وبر بعض حکم بوضع وافترا نمودہ حال آنکہ دران میان
احادیث ست کہ در کتب معتبرہ مذکور ست ونزد اکابر علمای دین از فقہا ومحدثین مقبول
انتہی اور بعد ایک ورق کے لکھتے ہین باید دانست کہ از ارباب انتقاد احادیث جماعہ اند کہ درین
باب غلو وافراط دارند وبراہ تعصب وتعجیل روند باندک توہمی وشائبہ وہمی نسبت بوضع کنند
وبدان مبادرت نمایند مثل ابن جوزی وامثال وی بجز آنکہ بعض مردم در بعض روات حدیث
تکلم کردہ مثل آنکہ گفتہ فلان ضعیف یا لیس بقوی یا متروک یا مطعون وامثال آن حکم بوضع کردہ
انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین مصنف خود در رسالہ نقد الصحیح لما اعترض علیہ من احادیث
المصابیح گفتہ است کہ حکم بر حدیث بوضع بغایت عسیر ست زیراکہ صورت نہ بندد مگر بعد از جمع
طرق وکثرت تفتیش وتحقیق آن کہ این متن را جز این طریق واحد کہ بروی طعن کردہ شدہ است
طریقی دیگر نبود ووجود قرائن کثیرہ کہ باعث شود حافظ متبحر را بر جزم بکذب واین در غایت تعسر

واشكال ست انتهى اور منجمله مبالغين كے محدث وقت حسن بن محمد الصغانى ہين كه دو رساله موضوعات مين تصنيف كرکے بہت احاديث ضعيفه كو موضوع لكهديا سخاوى شرح الفيه مين لكهتے ہين وممن افرد بعد ابن الجوزى كراسة الرضى الصغانى اللغوى ذكر فيها احاديث من الشهاب للقضاعى والنجم للاقليشى وغيرهما كالاربعين لابى ودعان وفضائل العلماء لمحمد بن سرور البلخى والوصية لعلى ابن ابى طالب وخطبة الوداع وآداب النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم واحاديث ابى الدنيا الاشج ونسطور ونعيم بن سالم ونسخة سمعان عن انس وفيها الكثير ايضا من الصحيح والحسن والضعيف بما فيه ضعف يسير انتهى اور منجمله مبالغين كے جوزقانى ہين سخاوى لكهتے ہين وللجوزقانى ايضا كتاب الاباطيل اكثر فيه من الحكم بالوضع لمجرد مخالفة السنة قال شيخنا وهو خطاء الا ان تعذر الجمع انتهى اور منجمله مبالغين كے علامه عصر خود احمد بن عبد الحليم بن تيميه ہين منهاج السنة فى رد منهاج الكرامة للحلى مين كتنى احاديث غير موضوعه كو موضوع بنا ديا اور احاديث حسان كو باطل لكهديا ابن حجر لسان الميزان مين لكهتے ہين طالعت رد ابن تيمية على الحلى فوجدته كثير التحامل فى رد الاحاديث التى يوردها ابن المطهر الحلى ورد فى رده كثيرا من الاحاديث الجياد انتهى اور منجمله مبالغين كے جلال الدين سمهودى ہين ايك رساله انكا موضوعات مين مسمى به غماز على اللماز تصنيف ہى اوسمين ضعيف اور حسن پر بهى موضوع كا حكم سخيف ہى چنانچه اوسكے مطالعه سے ظاهر هوگا اور منجمله مبالغين كے قاضى محمد شوكانى ہين كه فوائد مجموعه مين ابن جوزى اور جوزقانى وغيره كى متابعت سے جابجا حكم وضع كا ديتے ہين اور احاديث حسان كو موضوعات مين شمار كرتے ہين هرگاه ان مبالغين كا حال ظاهر هوگيا پس حكم وضع حديث من حج ولم يزرنى فقد جفانى كا جو مولف نے انسے نقل كيا ہى پايۀ اعتماد سے ساقط هوگيا اور ذهبى كى ميزان سے جو حكم وضع نقل كيا ہى شايد لسان الميزان كو ملاحظه نهين كيا كه اوس مين اسكى وجه موجود ہى عبارت اوسكى يه ہى النعمان بن شبل الباهلى البصرى عن ابى عوانة ومالك قال موسى بن هارون كان متهما وقال ابن حبان ياتى بالطامات وقال ابن عدى حدثنا على بن اسحق حدثنا محمد بن النعمان بن شبل حدثنى ابى حدثنى مالك عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله من حج فلم يزرنى فقد جفانى هذا موضوع وحدثنا احمد بن الحسن حدثنا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل بسنده عن ابن عمر قال قال رسول الله صلوة القاعد على النصف قلت حديث ابن عمر لم يقل ابن عدى انه موضوع وانما هو

کلام المصنف وتبع فی ذلک ابن الجوزی فانہ اوردہ فی الموضوعات وقد قال ابن عدی فی آخر
ترجمۃ النعمان لم ار فی حدیثہ حدیثا قد جاوز الحد وقال فی اول ترجمتہ حدثنا صالح بن احمد بن ابی المقاتل
حدثنا عمران بن موسی حدثنا النعمان بن شبل وکان ثقۃ انتہی اور سبکی نے اس حدیث کو مقبول لکھا
اور طعن کو مطعون کیا چنانچہ شفاء الاسقام میں لکھتے ہیں عن موسی بن ہارون ان النعمان متہم
وہذہ التہمۃ غیر معتبرۃ فالحکم بالتوثیق مقدم علیہا والحدیث ذکرہ الدارقطنی فی غرائب مالک وقال تفرد
بہ ہذا الشیخ وذکرہ ابن الجوزی لہ فی الموضوعات سوء کذا فی وفاء الوفا اور درمنظم میں ہے حدیث
من حج ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی بسند یحتج بہ وقول الدارقطنی انہ منکر انما ہو من حیث
تفرد احد رواتہ کما اشار الیہ ابن عدی وغیرہ لا من حیث المتن وقول ابن حبان انہ یاتی عن الثقات
بالطامات مبالغۃ فی الانکار وذکر ابن الجوزی فی الموضوعات اسارۃ منہ وغایۃ امرہ انہ غریب
قال السبکی ومما یجب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطریق فلا
یلزم من ذلک رد متن الحدیث فلا جرم قبلنا کلام الدارقطنی ورددنا کلام ابن الجوزی انتہی اور مولف
نے جو جرح محمد بن محمد بن النعمان کی تقریب سے نقل کی ہے اوس سے موضوع ہونا حدیث کا لازم نہیں آتا ہے
غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ ضعیف ہو اور حاصل حکم کرنا اسکی وضع کا جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے بڑی بھول کی
ہے **قال** اب جاننا چاہیے کہ واجب یا قریب بواجب کہنا غلط ہے کیونکہ وجوب یا قریب بوجوب
کے دلیل نہیں ہو سکتی ہے مگر وہی حدیث جسمیں جفانی کا لفظ آیا ہے اور اوسکے ضعف وموضوعیت
کا حال ابھی واضح ہوا پس یہ حدیث لائق احتجاج کے ہرگز نہیں ہو سکتی **اقول** حکم غلط کا غلط ہے
کیونکہ وجوب کا ثبوت بدلائل عقلیہ ونقلیہ بخوبی ہو سکتا ہے اور حدیث جفانی کی قوت وثاقت کا
حال ابھی معلوم ہو چکا حکم موضوع ہونیکا اوسکے مردود ہو چکا اور تعجب ہے مولف سے کہ سابقا
درمختار کی عبارت سے اوسکے تضعیف قول وجوب کے قائل ہوئے اور یہاں حد سے تجاوز کر کے
غلط لکھنے لگے اور حصر ثبوت وجوب کا حدیث جفانی پر کرنے لگے تراویح کے باب میں ابن ہمام
کے قول پر کہ اونکے قلم کی لغزش سے حکم ندب رکعات زائدہ کا آٹھ پر نکل گیا اعتماد کیا اور یہاں
سکوت ابن ہمام سے قول وجوب پر اعتراض کیا اسکی کیا وجہ ہے دو حال سے خالی نہیں یا تو
مقلد حضرت ہو حنفیہ کے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو حکم غلط کا کسی حنفی نے نہیں دیا اور اگر نہیں ہیں تو مفت

جمہور کو کیوں بدنام کیا **قال** اور جو کوئی مدعی وجوب یا قریب بوجوب کا ہو اوسکو چاہیے کہ اس حدیث کی رجال کی توثیق کرے اور اوسکی صحت یا حسن کا ثبوت پونہچاوے وورنہ خرط القتاد **اقول** جو امر مطلوب ہی وہ ہوچکا اب کہاں مفر ہی نظر انصاف سے دیکھیے اور اپنے قول سے رجوع کیجیے **قال** پس استحباب زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ثابت ہوا اور ظاہر ہوا کہ دعوی وجوب یا قریب بوجوب محض بلا دلیل ہی **اقول** نہ نہ بلکہ وجوب ثابت ہوا اور دعوی وجوب کا مدلل ہوگیا اب کیا منظور ہے **قال** اور مستحب کا حکم یہ ہی کہ اوسکے کرنیوالے کو ثواب ملتا ہی اور اوسکے تارک پر ملامت نہین ہوتی بلکہ اوسکے ترک مین کسیطرح کی کراہت تک بھی نہین ہی ریہ المحتار مین مرقوم ہی قال فی الامداد حکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک ولو بکرہۃ تنزیہا فی البحر لا انتہی اور یہی اوسمین مرقوم ہی قال فی البحر ہہناک ولا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لابد لہا من دلیل خاص **اقول** وہذا ہو الظاہر اذ لاشبہۃ ان النوافل من الطاعات کالصلوۃ والصوم ونحوہما فعلہا اولی من ترکہا بلا عارض ولا یقال ان ترکہا مکروہ تنزیہا **اور** اوسکا مستحب ہونا جب ثابت نہ ہو سکا تو حکم اوسکا بیان کرنا بے فائدہ واقع ہوا **قال** افسوس ہی اون لوگون کے حال پر جو حدیث موضوع سے سند لاکر اونپر جو حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور بسبب عذر معقول کے زیارت قبر آنحضرت سے بہرہ اندوز ہونے نپائے اور داغ حسرت حرمان نصیبی اپنے ساتھ لائے اور بشرط استطاعت ارادہ مصمم زیارت حرمین شریفین کا رکھتے ہین طعن وتشنیع کرتے ہین اور اونکو ظالم ٹھہراتے ہین اور کلمات ناملائم اونکے حق مین زبان پر لاتے ہین اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ تارک مستحب اگر چہ بلا عذر ہو شرعا ہرگز لائق ملامت نہین چہ جائیکہ عذر معقول موجود ہو اور اگر حدیث موضوع اس بات کے ثبوت کے لیے کافی سمجھی جاوے تو یہ حدیث اون تمام اہل استطاعت کے ظالم ہونے پر دلالت کرتی ہی جو زیارت کو نہین گئے یا جیسے حج کو گئے ہون یا نہین **اقول** افسوس ہی اون لوگون کے حال پر جو مکہ معظمہ جاتے ہین اور باوجود قرب کے اور متکفل ہونے بعض عمائد کے اور سمجھانے رفقا وفضلا کے مدینہ منورہ نہین جاتے ہین اور عند التقریر نے باک ہو کے کہتے ہین کہ زیارت کچھ امر ضرور نہین مستحب ہی چاہیے جائے اور چاہیے نجائے اور بظاہر کوئی عذر اونکو نہین ہوتا ہی نہ شرعا اور نہ عرفا پھر جب

مراجعت کرتے ہین اور ہر صغیر و کبیر ملامت کرنا شروع کرتا ہی تو متوجہ استحباب کے اثبات کیطرف ہوتے ہین
اور جمہور حنفیہ پر افترا کرتے ہین اور احادیث صحیحہ اور حسنہ کو موضوع و باطل ٹھہراتے ہین اگر نہین گئے
کاش ندامت ہوتی اور سکوت کرتے تو بہتر ہوتا عوام کو استحباب ثابت کرکے اور احادیث کو لغو ٹھہرا کے
خراب کرنے مین کیا فائدہ ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام
ومن اللہ التوفیق وبہ الاعتصام وکان ذلک لیلۃ الجمعۃ الثامنۃ عشر من شہر جمادی الثانیۃ سنۃ
تسع وثمانین بعد الالف والمائتین من ہجرۃ سید الثقلین علیہ وعلی آلہ صلوٰۃ رب المشرقین ۔

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین اما بعد مخفی نرہے کہ
اس زمانہ مین عجب طرح کے عقائد فاسدہ شائع ہوتے ہین کہ دیکھنے والے اوسکے حیرت زدہ ہوتے ہین
اور وہ لوگ جو اہل علم سے معدود ہین ایسے امور شائع کرتے ہین کہ عوام اونسے گمراہ ہوتے ہین
منجملہ اونکے ایک یہ امر ہوا کہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کہ مدرسہ اکبراباد مین مدرس ہین
حرم محترم کو واسطے تحصیل سعادت کے تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج کے رجعت قہقری کرکے چلے
آئے اور باوجود تفہیم عوام وخواص کے مدینہ منورہ کیطرف قصد نہ کیا خدا جانے اسمین اونہون نے کیا فائدہ
سوچا جب اکبراباد مین تشریف لائے اور یہ امر شہرت پذیر ہوا ہر طرف سے اسکا شور ہوا مولوی صاحب
موصوف نے ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم لکھا اور اسمین زیارت نبوی کو مستحب ٹھہرایا
اور احادیث نبویہ کو جو باب زیارت مین وارد ہین ازراہ افراط باطل و عاطل بنایا جب وہ رسالہ
شائع ہوا دیکھنے والون کو سخت تعجب ہوا کہ مولوی صاحب نے ایسی چشم پوشی اظہار حق مین فرمائی اور ایسی
نقل عبارات مین قطع و برید کی کہ کسیکو پسند نہ آئی بنظر اسکے کہ عوام گمراہ نہووین اور اونکی رسالہ کی معاینہ سے
پریشان نہووین فاضل لوذعی عالم المعی مولوی عبد الجبار صاحب ملکاپوری نے ایک رسالہ مسمی بالکلام المبرم
فی نقض القول المحقق المحکم تالیف کیا بالظاہر اس رسالہ مین شرح ہی اوسکی بالحقیقت جرح ہی امید ارباب
انصاف سے یہی کہ بچشم غور ملاحظہ فرمائین اور تشہیر امور غیر معتمدہ سے باز آئین نظر بران حسب فرمایش مصنف ممدوح و
بطرز خوب و تقطیع کاغذ مرغوب خوش وضع وخوش قطع اس عاصی پر معاصی محمد علی بخش خان مالک مطبع
علوی نے چھاپ کر پیشکش اہل اسلام کیا فالحمد للہ اولاً وآخراً وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

۱۹۷۸ ھ

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین

ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے موجود ومتحقق ہین اور مثل سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آپکے جمیع صفات وماہیت مین اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب درمنثور وغیرہ سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وموسی کموسکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم آیا یہ قول اوسکا یعنی موجود ومتحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالمہاے مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہی یا خلاف اہل سنت والجماعت کے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی اوسکا کیا حال ہی اوس سے

یہ عقیدہ ثابت ہی یا نہین بینوا توجروا فقط

ہو المصوب

اولاً جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السند اور معتبر ہے ارباب تحقیق نے اوسکی توثیق کی ہی حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف مین لکھتے ہین روی الحاکم فی مستدرکہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال صحیح انتہی اور علامہ بدر الدین شبلی حنفی آکام المرجان فی احکام الجان مین لکھتے ہین قال الحاکم حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی **وثانیاً** سمجھنا چاہیے کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہونا اور اوسمین مخلوقات الہی کا موجود ہونا چند احادیث سے ثابت ہی اور مذہب محققین کا یہی ہی حافظ ابن حجر فتح الباری

شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں قال الداودی فی قوله تعالی ومن الارض مثلهن دلالة علی ان الارضین بعضها فوق بعض ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیة فی العدد خاصة وان السبع متجاورة وحکی ابن التین عن بعضهم ان الارض واحدة قال وهو مردود بالقرآن والسنة قلت لعله القول بالتجاور والا فیصیر صریحا فی المخالفة ویدل للقول الظاهر ما رواه ابن جریر من طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قوله تعالی ومن الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراهیم ونحو ما علی الارض من الخلق هکذا اخرجه مختصرا واسناده صحیح واخرجه الحاکم والبیهقی من طریق عطاء عن ابی الضحی مطولا واوله سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم قال البیهقی اسناده صحیح الا انه شاذ وظاهر قوله تعالی ومن الارض مثلهن یرد علی اهل الهیئة فی قولهم ان لا مسافة بین کل ارض وارض وقد روی احمد والترمذی من حدیث ابی هریرة مرفوعا ان بین کل سماء وسماء خمسمائة عام وان بین کل ارض وارض خمسمائة عام اخرجه اسحق بن راهویه والبزار من حدیث ابی ذر نحوه انتهی ملخصا اور علامه شهاب الدین خفاجی حنفی حاشیه تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں الذی نعتقده ان الارض سبع کالسموات ولها سکان من خلقه یعلمهم الله انتهی اور سلیمان جمل حاشیه جلالین میں لکھتے ہیں ذکر الله تعالی ان السموات سبع طبقات ولم یات للارض فی التنزیل عدد صریح لا یحتمل التاویل الا قوله تعالی ومن الارض مثلهن وقد اختلف فیه فقیل ای فی العدد لان الکیفیة والصفة مختلفة بالمشاهدة والاخبار فتعین العدد وقیل مثلهن ای فی الغلظ وما بینهن وقیل هی سبع الا انه لم یفتق بعضها عن بعض قاله الماوردی والصحیح هو الاول وانها سبع کالسموات انتهی اور ثعلبی عرائس میں تحریر کرتے ہیں روی عن عبد الله بن سلام عن رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم انه قال بین کل ارض الی التی تلیها مسیرة خمس مائة عام وهی سبع طبقات الارض الثانیة مسجن الریح ومنها تخرج الریاح المختلفة وفی الارض الثالثة خلق وجوههم کوجوه بنی آدم وافواههم کافواه الکلاب وایدیهم کایدی الانس وارجلهم کارجل البقر وآذانهم کآذان البقر واشعارهم کصوف الضان لا یعصون الله طرفة عین نهارهم لیلنا ونهارنا لیلهم والارض الرابعة فیها حجارة الکبریت التی اعدها الله لاهل النار یسجر بها جهنم قال رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم والذی نفسی بیده ان فیها اودیة من کبریت لو ارسل الله فیها الجبال الرواسی لماعت والارض الخامسة فیها عقارب اهل النار والسادسة فیها دواوین اهل النار واعمالهم واسمها سجین والسابعة مسکن ابلیس وجنوده انتهی ملخصا

اور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بدائع الدہور فی وقائع الدہور مین لکھتے ہین قال وہب بن منبہ لما خلق اللہ الارض کانت طبقۃ واحدۃ ففتقہا فصیرہا سبعا کما فعل فی السموات وجعل بین الطبقۃ والطبقۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام وہو قولہ تعالی ففتقنا ہما وجعلہا سبعا فکان اسم الطبقۃ العلیا ادیما والثانیۃ بسیطا والثالثۃ ثقیلا والرابعۃ بطیحا والخامسۃ صبنا والسادسۃ ماسکۃ والسابعۃ الثری وسکان الارض الثانیۃ امم یقال لہم الطلس وطعامہم من لحومہم وشرابہم من دمہم والطبقۃ الثالثۃ سکانہا امم وجوہہم کوجوہ بنی آدم وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی بنی آدم وارجلہم کارجل البقر وعلی ابدانہم شعر کصوف الغنم وہو لہم ثیاب والطبقۃ الرابعۃ سکانہا امم یقال لہم الحاہام لیس لہم اعین ولا اقدام بل لہم اجنحۃ کاجنحۃ القطا والخامسۃ بہا امم یقال لہم الخشن وہم کامثال البغال ولہم اذناب کل ذنب نحو ثلث مائۃ ذراع والسادسۃ بہا امم یقال لہم الحتوم وہم سود الابدان ولہم مخالیب کمخالیب السباع ویقال ان اللہ تعالی یسلطہم علی یاجوج وماجوج حین یخرجون فیہلکہم والطبقۃ السابعۃ فیہا مسکن ابلیس وجنودہ من المردۃ والشیاطین انتہی ملخصا **وثالثا** معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ طبقات باقیہ مین انبیا کا ہونا بہی ثابت ہی چنانچہ حدیث مذکورکہ صحیح ہی دلالت کرتی ہی اور قرآن پاک مین ہی ولکل قوم ہاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہی پس ہرگاہ طبقات باقیہ مین وجود مخلوقات الٰہی کا ثابت ہی اور کوئی مخلوق حق تعالی کی مہمل نہین چہوڑی گئی لابد ہی کہ وہان بہی راہ نما ہونگے اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بہی یہ بات ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ مین بہی وحی لے جاتی تہی چنانچہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض ینزل بہ جبرئیل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی ہرگاہ یہ تین امر ذہن نشین ہوگئے اب سمجہنا چاہیے کہ لفظ نبی کنبیکم سے اگرچہ یک یک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ مین ثابت لیکن اوسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ثابت نہین ہوسکتا اسواسطے کہ کلام عرب مین کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہی اور تشبیہ مین لازم نہین ہی کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی مشبہ سے ہو بلکہ کبہی تشبیہ ناقص کے ساتہہ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالی فرماتا ہے

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ
دی ہی ساتھ نور مشکوٰۃ کے اور ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلی و احسن ہی چہ نسبت
خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کنبیکم سے یہ امر ہرگز نہین ثابت ہی کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا
مثل خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہی بلکہ یہ تشبیہ فقط التعلیم و التفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ
جس طرح سے یہ خاتم الرسل اس طبقہ مین ہی اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہو نہ یہ کہ وہ
خاتم مثل اس خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل
ہمارے خاتم الانبیاء کے نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین لفظ آدم کا ذکر بھی وارد ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ کے اولاد ہمارے آدم کی نہین ہین بلکہ دوسرے آدم کے
اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم این عالم تمام مخلوقات سے حتی کہ ملائکہ سے بھی
افضل ہی اور آیہ ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہی
اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن
پاک مین اونکا ذکر ہی اونسے مراد انبیا اسی طبقہ کے ہین نہ انبیاء طبقات باقیہ کے اور حدیث
صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین
اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوئے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیاء تمام اولاد آدم سے
افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون
مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیاء افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیاء
طبقات باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیاء کے کیسی ثابت ہوگی علاوہ یہ ہی کہ مماثلت
مین اتحاد ماہیت و اتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن
یا فرشتہ کے مماثل نہین کہلاتا ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی
معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہی اور یہ امر نصوص قطعیہ
سے ثابت ہی کہ نبی ہر قوم کا اوسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا امت اوسکے ساتھ ارتباط پیدا
کرے اور اوسکی متابعت کرے اسیواسطے بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث
نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیاء مخلوقات طبقات باقیہ کے اونہین کی صنف سے اور اونہین کی

جنس سے ہون گے اور ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے ہین پس دونو خاتم ہین مماثلت کہ عبارت ہی اتحاد صنف وصفات سے ہے کیونکر ہوگی ہاں اسقدر مین دونو شریک ہین کہ ہمارے نبی خاتم انبیاء اس طبقہ کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے لیکن مجرد اس شرکت سے مماثلت کا اطلاق درست نہین ہی الحاصل حدیث مذکور صحیح ہی اور عقیدہ موجود ہونے امثال خاتم الانبیاء افضل مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہی اور اس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہی مقام افسوس و تعجب ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این حین زمان مدت قریب تیرہ سو کے گذرے اور اس مدت مین صدہا فقہا اور محدثین اور ہزارہا علما اور صحابہ اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری مگر کسیکے خیال مبارک مین موجود ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس صاحب عقیدہ کی خاطر عاطر مین آیا انا للہ وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدء الدین غریبا وسیعود غریبا نازم برین عقل و دانش مگر شیوع جہل کی یہی کیفیت رہی دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ احادیث صحیحہ سے افہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا فساد اس عالم مین برپا کرینگے والی اللہ المشتکی ومنہ البدء والیہ الرجعی ہذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حررہ الراجی عفو ربہ القوی المتعوذ من شرور اصحاب الطغیان والغی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ۱۲
ابو الحسنات

واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے باطل ہے اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت وجماعت کے ہے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہے بحسب قول حاکم کے صحیح ہے لیکن اس سے یہ عقیدہ ثابت نہین

واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ

حدیث مذکورہ صحیح و معتبر ہے اوس سے جو عقیدہ مدعی نے استنباط کیا ہی وہ باعث کم عقلی
و نافہمی کا ہے اور محض خلاف عقائد اہلسنت و جماعت کے ہی اسکا جواب جو اخی اعظم برادر
مکرم مولوی محمد عبد الحی صاحب نے تحریر فرمایا ہی کافی و وافی ہے اوسیکے موافق عقیدہ رکھنا
چاہیے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم
غفر اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم و مغفور فقط

هو الموفق للحق

للہ در المجیب حیث اتی بجواب رائق عجیب فی الواقع در تشبیہ مشارکت مشبہ و مشبہ بہ در نفس
وجہ می باشد نہ در امور دیگر مثلا در زید کالاسد مشارکت در شجاعت ست و بس و از ان مماثلت
زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فہکذا فیما نحن فیہ واللہ اعلم کتبہ
العبد الاثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والرای صائب و نجیح ہ

اسعد اللہ ابن مفتی لطف اللہ ۱۲۸۱

شریعت رسول اللہ
خادم
قاضی مفتی محمد سعد اللہ
سنہ ۱۲۷۹ ہجری

هو الموفق

یہ جواب مشتمل ہی اوپر غایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے سلمہ اللہ تعالی وابقاہ اور
فی الواقع غرض کاف بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کنبیکم فقط توضیح و تبیین ہی
نہ مماثلت بیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کے کیونکر ہو اور حال آنکہ یہ مخالف ہی اکثر

احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہین اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ان صفات کے اور بہی اگر خاتم الانبیا ہر طبقہ کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ ان صفات کے اونکے ایک صفت یہ ہی کہ آپ طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیا ہین پس چاہیے کہ وہ بہی طبقہ فوقانی کا خاتم الانبیا ہو وہذا باطل قطعا اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے نزدیک طبقات سبع زمین کے ثابت نہین تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگون کے ماوّل ہوگی وہذہ عبارتہ ظاہر الآیۃ تدل علی ان الارض متعددۃ وانہا سبع کالسموات وذہب بعضہم الی ان قولہ سبحانہ مثلہن فی الخلق لا فی العدد وقیل ہن الاقالیم السبعۃ والدعوۃ شاملۃ جمیعہا وقیل انہا سبع ارضین بین کل واحد مسیرۃ خمس مائۃ عام کما جاء فی کل ارض منہا خلق وفی کل منہا آدم وحوا ونوح وابراہیم وہم یشاہدون السماء من جانب ارضہم ویستمدون الضیاء منہا وجعل اللہ لہم نورا یستضیئون بہ ذکر الثعلبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات انتہی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث صحیح سے اظہر ہی اور جواب مجیب سلمہ اللہ تعالی واسطے اوسکے شافی اور کافی ہی واللہ اعلم

کتبہ العبد العاصی الآسی انور علی عفی عنہ

بزم نبی علی
سبع النور

تمت

خاتمۃ الطبع للہ الحمد والمنہ کہ بمقدمہ حدیث چہپہ مثل آنحضرت کے ایک استفتاء دستخطی علمائے متبحرین وفقہاء محدثین وخیار متقین حاکمان شرع مبین مفتیان احکام دین کا واسطے ہدایت مومنین کے مطبع علوی متعلم لکہنو مین محمد علی بخش خان مہتمم مطبع موصوف کے اہتمام سے چہپ کر مطبوع طبائع خاص وعام ہوا